

مصارف زکوٰۃ:

سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے

ہیئت:

کی شرعی حیثیت

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

مفتی و مدرس جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

زکوٰۃ وہ اہم عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے مالدار افراد کے ذمے مقرر کی ہے۔ کہ وہ اپنے مال سے ڈھائی فیصد سالانہ کے حساب سے مال نکال کر غرباء اور مساکین میں تقسیم کریں، تاکہ غریب لوگ اس مال سے اپنی ضروریات پوری کر سکیں، اور اس کے علاوہ شہری نظم و نسق چل سکے۔ امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ البالغۃ میں فرماتے ہیں۔ کہ زکوٰۃ کی فرضیت میں بنیادی مصلحت یہ ہے۔ کہ جہاں ضعفاء اور حاجتمند لوگ جمع ہوں ان کی ہمدردی اور اعانت کی جائے اور اگر ان کی اعانت اور ہمدردی کا یہ طریقہ اور سنت رائج نہ ہو تو وہ سب بھوک سے ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ شہروں کا نظام مال پر قائم ہوتا ہے۔ اور ان شہروں کی حفاظت کے ذمہ دار اور وہاں کے مدبرین و منتظمین اپنی ان مشغولیات اور ذمہ داریوں کی وجہ سے کوئی باقاعدہ ذریعہ معاش اختیار نہیں کر سکتے۔ ان کی معشیت کا انحصار بھی اسی پر ہوتا ہے۔ (بحوالہ ارکان اربعہ) چونکہ یہ سارے انتظامات صرف زکوٰۃ سے پورے نہیں ہو سکتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے علاوہ بھی صاحب ثروت افراد پر کچھ مزید حقوق صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کی شکل میں مقرر فرمائیں تاکہ قدرت کا یہ نظام چلتا رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں انسان کو آزادی نہیں چھوڑا بلکہ اس کے لئے کچھ حدود مقرر کئے اور اس کو پابند قرار دیا کہ صاحب ثروت ان اموال کو کن کن مصارف میں خرچ کرنا ہے؟

صدقات نافلہ میں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے امیر و غریب، خان و نواب، شاہ و گد اور اپنے پرانے کی کوئی قید نہیں لگائی، بلکہ اس کو دینے والے کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔ جہاں چاہے خرچ کرے، وہ اس باب میں خود مختار ہے۔ کہ اگر وہ چاہے تو نفلی صدقہ، اپنے اصول و فروع اور رشتہ داروں میں خرچ کرے اور اگر چاہے تو دوسرے فقراء و مساکین اور حاجتمندوں میں صرف کرے۔ چونکہ نفلی صدقات کے خرچ کرنے پر کوئی پابندی نہیں اس لئے عام رجحان اور اکثریتی رائے کے مطابق دوسرے لوگوں کی طرح بنو ہاشم اور سادات کو بھی صدقات نافلہ دینا صحیح ہے۔ علامہ بدر الدین عینیؒ نے لکھا ہے۔ ”وأما الصدقة على وجه الصلة والتطوع فلا بأس وجوز بعض المالكية صدقة التطوع لهم وعن احمد روايتان وعند الشافعية فيها وجهان“ (عمدة القاری ۸۱/۹) نفلی صدقہ یا صلہ رحمی کی وجہ سے سادات کو صدقہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، بعض مالکیہ نے بھی ان کے لئے صدقہ نفلی دینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، امام

احمدؒ سے اس بارے میں دو روایات منقول ہیں۔ اور شافعیہ کے ہاں بھی دورائے پائی جاتی ہیں، البتہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کے لئے مصارف کا تعین فرمایا گیا ہے، جن کی تعداد آٹھ ہے۔ چنانچہ سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضة من اللہ واللہ علیم حکیم“ (الایۃ) ترجمہ:- بیشک صدقات (واجبہ) تو صرف غریبوں محتاجوں، کارکنوں کا حق ہے، جو ان پر مقرر ہیں، نیز ان کی دل جوئی منظور ہے، گردنوں (کے چھڑانے) میں قرضہ اوروں (کے قرضہ ادا کرنے) میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافر (کی امداد) میں یہ (سب) فرض ہے۔ اللہ کی طرف سے اور اللہ بڑے علم والا اور حکمت والا ہے۔ یعنی تمام تر زکوٰۃ اور صدقات واجبہ صرف ان مصارف کو دی جائے گی، ان کے علاوہ کسی مالدار یا اپنے اصول و فروع وغیرہ کو نہیں دیا جائے گا۔ اگرچہ مصارف میں سے بعض کو مصرف ہونے سے خارج کر دیا گیا ہے۔

مولفہ کو زکوٰۃ:

جیسا کہ المولفۃ قلوبہم اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر کی رائے یہ ہے کہ پہلے ان کو مصرف زکوٰۃ تالیف قلب کے لئے دیا جاتا تھا اس لئے کہ اسلام اس وقت کمزور تھا۔ اور اب چونکہ اسلام کا غلبہ ہو چکا ہے، اور اسلام پوری قوت اور طاقت کے ساتھ دنیا پر پھیل چکا ہے، لہذا اب اس مصرف کی ضرورت نہیں رہی، اس لئے یہ لوگ مصرف زکوٰۃ سے خارج ہو گئے، اس کے علاوہ ان حضرات کا یہ بھی کہنا ہے۔ کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے سامنے اور ان کے ہوتے ہوئے مذکورہ لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دی۔ صحابہ کرام، حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس عمل پر خاموش رہے تو گویا اس پر صحابہ کا اجماع سکوتی واقع ہوا، اور بعض دوسرے فقہاء کرام کی رائے یہ ہے۔ کہ مولفۃ القلوب اب بھی مصرف زکوٰۃ ہے، ان کو زکوٰۃ دی جائے گی۔

اس سلسلہ میں قاضی ابو بکر ابن العربیؒ کی رائے کچھ زیادہ دل کو لگنے والی ہے، آپؒ فرماتے ہیں کہ ”میری رائے یہ ہے۔ کہ اگر اسلام کو غلبہ و اقتدار حاصل ہو تو پھر تو ان کی ضرورت نہیں، لیکن اگر کسی وقت اس کی ضرورت محسوس ہو جائے تو ان کو اس طرح دینا چاہئے جس طرح آنحضرت ﷺ نے دی ہے، اس لئے کہ حدیث صحیح میں ہے، ”بدء الاسلام غریباً وسیعہم و غریباً کھایا ید“

(احکام القرآن ص ۳۸۵ بحوالہ آراکان اسلام ص ۱۵۴)

تو گویا زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کی فرضیت کا حکم اللہ تعالیٰ نے غریب محتاجوں اور مساکین کی بھلائی اور ان کی حاجت روائی کے لئے مالدار افراد کو دیا ہے۔ چونکہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کے مصارف اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائیں ہیں۔ اس لئے بعض افراد کو غریب اور نادار ہونے کے باوجود زکوٰۃ کے مصرف ہونے سے ساقط کر دیا گیا ہے۔ مثلاً غیر محسوس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگرچہ وہ فقیر محتاج اور ناتواں کیوں نہ ہوں۔ اس طرح اپنے اصول و فروع کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اگرچہ وہ غربت و افلاس کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ غلام اور شوہر اور اپنی بیوی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگرچہ ان کی زندگی مسکنت سے دوچار ہو، تو اسی طرح بنو ہاشم اور سادات بھی ظاہر الروایۃ کے مطابق

زکوٰۃ کے مصرف ہونے سے خارج ہیں۔ ان کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔ ”ولا یدفع الی بنی ہاشم“ (الہدایہ علی صدر البناہ ۲/۲۳) اور بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دی جائیگی۔ اس لئے کہ ان لوگوں کو آنحضرت ﷺ کے قرب کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل ہے، یہ لوگ عزت و احترام کے مستحق ہیں، ان کو اوساخ الناس لینے دینے سے مستغنی گردانا چاہئے مگر بعد میں چونکہ حالات تبدیل ہو چکے، تو کیا اب بھی ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں؟ یہی ہمارا موضوع بحث ہے۔

سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ:

سادات اور بنو ہاشم کے غریب و نادار اور حاجتمندوں کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ زمانہ قدیم سے مختلف فیہا چلا آ رہا ہے۔ اکثریت کی یہی رائے ہے کہ سادات اور بنو ہاشم کو کسی بھی صورت میں زکوٰۃ دینا اور ان کے لئے لینا جائز نہیں۔ علامہ ابن قدامہؒ نے تو اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے: فرماتے ہیں کہ ”لا نعلم خلافاً فی ان بنی ہاشم لا تحل لہم الصدقة المفروضة“ (المغنی ۲/۵۱۹) کہ ہمیں بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی حرمت میں کسی کے اختلاف کا کوئی علم نہیں۔

اور یہی بات علامہ بدرالدین عینیؒ نے الايضاح کے حوالے سے ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: ”وفی الايضاح الصدقات الواجبات کلہا علیہم لا تجوز باجماع الائمة الاربعة“ (البناہ شرح الہدایہ ۲/۲۰۳) ايضاح میں ہے۔ کہ تمام تر صدقات واجبہ بنو ہاشم کے لئے باتفاق ائمہ اربعہ حلال نہیں ہے۔

وہاں تک کہ بنو ہاشم کون ہیں؟

لیکن اصل مسئلہ کے بیان سے قبل اس بات کی وضاحت زیادہ ضروری ہے۔ کہ بنو ہاشم کون ہیں؟ کیا بنو ہاشم کی تمام شاخوں پر صدقات واجبہ حرام ہیں، یا بعض شاخوں پر؟ تو اس بات کی وضاحت کے لئے عرض ہے کہ بنو ہاشم سے ہاشمی خاندان کی تمام شاخیں مراد نہیں بلکہ حرمت کے اس حکم میں حنفیہ کثر اللہ سوادہم کے ہاں صرف پانچ شاخیں داخل ہیں۔ اور بقیہ شاخوں کے لئے صدقات واجبہ حلال ہیں، علامہ ابن ہبیرہؒ الافضاح میں فرماتے ہیں:

”اتفقوا علی ان الصدقة المفروضة حرام علی بنی ہاشم وهم خمس بطون آل عباس، آل علی، آل جعفر، آل عقیل وآل الحارث بن عبد المطلب“ (فتح الملہم ۳/۹۹) علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ صدقہ مفروضہ بنو ہاشم کی جن جن شاخوں پر حرام ہے۔ وہ پانچ ہیں:

(۱) آل عباس (۲) آل علی (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل (۵) آل حارث بن عبد المطلب۔

۱۔ ابن عابدینؒ نے اس تعین کو اور بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ کہ عبد مناف آنحضرت ﷺ کے چوتھے درجہ میں اب اعلیٰ ہیں۔ ان

کے چار بیٹے تھے، ہاشم، مطلب، نوفل، عبد شمس اور پھر ہاشم کے بھی چار بیٹے تھے، جن میں آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب بھی تھے، ہاشم کے تین بیٹوں کی نسل منقطع ہو گئی تھی، سوائے عبدالمطلب کے، کہ ان کے بارہ بیٹے تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک کی اولاد کو اگر مسلم اور فقیر ہو زکوٰۃ دینی جائز ہے، سوائے حضرت عباس، علی، جعفر، عقیل اور حارث بن عبدالمطلب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی اولاد کے، (بحوالہ فتح الملہم ۹۹/۳) تو اس سے معلوم ہوا کہ احناف کے ہاں بنو ہاشم سے تمام شاخیں مراد نہیں بلکہ مذکورہ شاخوں پر زکوٰۃ حرام ہے۔

عبدالمطلب کی دوسری اولاد پر زکوٰۃ:

گویا امام ابوحنیفہ کے ہاں عبدالمطلب کی دوسری اولاد کے لئے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ جائز ہیں۔ اگرچہ بنو ہاشم کی نسبت میں داخل ہیں۔ اس لئے علامہ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں: ”فخر ج ابو لہب بذالک حتی: يجوز الدفع الی بنیہ لان حرمة الصدقة لبنی ہاشم کرامة من اللہ تعالیٰ لهم ولذریتهم حیث نصر واه علیہ الصلوٰۃ والسلام فی جاہلیتہم واسلامہم وابولہب کان حریصاً علی اذی النبی فلم یستحقہا بنوہ“ (فتح القدیر ۲/۳) اس تصریح سے ابولہب حرمت زکوٰۃ کی فہرست سے خارج ہوا اس لئے اس کی اولاد کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات دینا جائز ہے۔ بنو ہاشم کے لئے صدقہ واجبہ کی حرمت اللہ کی طرف سے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے اکرام و اعزاز کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں آنحضرت ﷺ کی مدد کی تھی۔ اور آپ ﷺ کے لئے تکالیف برداشت کیں، مگر ابولہب آپ ﷺ کو ایذا رسانی کے درپے رہا، اس لئے اس کی اولاد اس اعزاز کی مستحق نہیں ٹھہری۔

ہاں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک عبدالمطلب کی تمام اولاد کے لئے بھی زکوٰۃ منع ہے۔ اگرچہ وہ ابولہب کی اولاد کیوں نہ ہو، اور یہی بات امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں رائج ہے۔

صاحب کشاف القناع لکھتے ہیں: ”قد خل فیہم آل عباس ابن عبد المطلب وال جعفر وال عقیل وآل علی بنی ابی طالب بن عبد المطلب وآل الحارث بن عبد المطلب وآل ابی لہب“ (کشاف القناع ۳۲۹/۲) آل عباس بن عبدالمطلب، آل جعفر، آل عقیل آل علی جو حضرت ابوطالب کے بیٹے ہیں۔ اسی طرح حارث بن عبدالمطلب کے آل، اور اسی طرح ابولہب کی اولاد میں بھی ان میں داخل ہیں۔

حنفیہ کے مذہب پر اعتراض:

حواشی سعیدیہ میں حنفی رائے پر یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ احادیث مبارکہ میں بنو ہاشم پر زکوٰۃ کی حرمت مذکور ہے، اور ابولہب کی اولاد بھی بنو ہاشم میں داخل ہے۔ اس لئے کہ ان کا سلسلہ نسب بھی ہاشم کے ساتھ جاملتا ہے۔ مگر امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ ابولہب کی

اولاد کو صدقہ دینا جائز ہے۔ تو اس کی کیا وجہ ہے؟ اس اعتراض کے جواب میں علامہ عرب بن نجیمؒ فرماتے ہیں:

”اقول قال فی النافع بعد ذکر بنی ہاشم الا من ابطال النص قرابۃ یعنی بہ قوله علیہ الصلوٰۃ والسلام لا قرابۃ بیننا و بین ابی لہب فانہ اثر علینا الالفجرین وهذا صریح فی انقطاع نسبہ ، عن ہاشم “۔ (النہر الفائق ۱/ ۴۶۶) میں کہتا ہوں کہ النافع میں بنی ہاشم کے ذکر کے بعد لکھا ہے۔ کہ ابولہب کی قرابت کو نص سے ختم کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اور ابولہب کے مابین کوئی قرابت نہیں انہوں نے ہم پر گناہوں کو ترجیح دی ہے۔ اور یہ ابولہب کا ہاشمی نسب سے انقطاع پر صریح دلیل ہے۔

سادات پر زکوٰۃ کی حرمت کی وجہ:

سادات کے لئے زکوٰۃ کی حرمت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”ان هذه الصدقات انما هي او ساخ الناس وانها لا تحل لمحمد ولا لآل محمد“ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ المصابیح باب من لا تحل له الصدقة الفصل الاول ۱/ ۵۰۸) کہ صدقات لوگوں کے اموال کا میل کچل ہے۔ اس لیے یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں اور اس کے عوض رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مال غنیمت کے خمس میں پانچواں حصہ مقرر فرمایا جو ان کو ملتا رہا ”لان النبی ﷺ قال یا بنی ہاشم ان اللہ تعالیٰ حرم علیکم غسالۃ الناس و او ساخہم و عوضکم منها بخمس الخمس“ (حاشیہ الکو کب الدرر ۱/ ۲۴۱)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بنی ہاشم بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر لوگوں کا میل کچل حرام کیا ہے۔ اور اس کے عوض تمہیں خمس کا پانچواں حصہ دیا ہے۔ تاکہ یہ لوگ عزت، عظمت و اہمیت کی ممتاز زندگی بسر کریں اور مخلوق کے احتیاج سے بچتے رہیں، مگر جب رسول اللہ ﷺ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اور اس کے بعد بنو ہاشم کو خمس کا پانچواں حصہ ملنا بند (منقطع ہو گیا) تو بعض فقہاء کرام نے بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کا فتویٰ دے دیا۔ بلکہ بعض ائمہ اربعہ سے بھی عدم خمس الخمس کی وجہ سے سادات کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ دینے کے جواز کی اراء منقول ہوئیں۔ مگر اس تفصیل کو سمجھنے کے لئے ائمہ اربعہ اور ان کے مذاہب کے دوسرے علماء و فقہاء اور ماہرین کے نقطہ نظر کو سمجھنا اور اس پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

سادات کو زکوٰۃ کے بارے میں زید یہ کا مذہب:

لہذا سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ و دیگر صدقات واجبہ کے مسئلہ کے بارے میں جملہ مذاہب میں سب سے زیادہ سخت مذہب زید یہ کا مذہب ہے۔ ان کے ہاں ہاشمین کے لئے مردار کھانا تو جائز ہے مگر زکوٰۃ لینا ناجائز نہیں۔ علامہ دکتور یوسف قرضاوی لکھتے ہیں۔ ”واشد المذاهب فی ذالک ہو مذهب الزیدیۃ الذین لم یجوزوا الزکوٰۃ من الهاشمی لمثلہ علی المعتمد عند

ہم وجعلوا أكل الميتة للها شمی مقدما علی اخذها لذكوة قالوا فان كان تناول الميتة یضره أخذ من الزکوة علی سبیل الاستقراض ویرد ذالک متی أمکنه“ (فقہ الزکوة ۲/۷۳۱)

کہ جملہ مذاہب میں سب سے زیادہ سخت مذہب زیدیہ کا ہے، ان کے ہاں معتد قول کے مطابق ہاشمی کے لئے اپنے ہم جنس ہاشمی سے زکوة لینا بھی جائز نہیں، ان کے ہاں ہاشمی کے لئے مردار کھانا زکوة لینے پر مقدم ہے، ان کا کہنا ہے۔ کہ اگر کسی ہاشمی کو مردار کھانا باعث تکلیف ہو تو وہ زکوة قرض کے طور پر لے گا اور جب ممکن ہو قرضہ مذکورہ کو واپس کر دے گا۔
البتہ مذاہب اربعہ میں اس بارے میں مختلف اقوال و نقطہ نظر متعلقہ مذاہب کی کتابوں میں مذکور ہیں۔
مالکیہ اور سادات کوزکوة دینا:

لہذا مذاہب اربعہ میں مالکیہ کے ہاں اس بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ فظین جلیلین (علامہ عینی اور علامہ ابن حجر) نے لکھا ہے۔ کہ للمالکیۃ فی اعطاء نهم اربعة اقوال الجواز، المنع، ثالثها یعطون من التطوع دون الواجب رابعها عکسہ (عمدة القاری ۹/۸۱، الفتح الباری ۳/۷۶۲) کہ مالکیہ کے ہاں بنو ہاشم کو صدقہ دینے کے بارے میں چار اقوال ہیں، (۱) مطلقاً جواز (۲) مطلقاً منع (۳) نفلی صدقات کا جواز واجبات کا عدم جواز (۴) اور اس تیسری رائے کے برعکس اگر چنانچہ ان کا مشہور قول یہ ہے۔ کہ ان کے ہاں صدقات واجبة اور صدقات نافله دونوں ہی بنو ہاشم کے لئے جائز نہیں (الجامع لاحکام القرآن) مگر بعض مالکیہ نے خمس الخمس باقی نہ رہنے کی وجہ سے بنو ہاشم کو زکوة اور دیگر صدقات واجبة و نفلیہ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، علامہ عینی فرماتے ہیں۔ ”وقال الابھری المالکی یحل لهم فرضها ونفلها“ (عمدة القاری ۹/۸۱) کہ علامہ ابھری مالکی فرماتے ہیں۔ کہ بنو ہاشم کے لئے فرض زکوة اور نفلی صدقہ دونوں حلال ہیں۔ بلکہ علامہ صاوی نے امام مالک سے یہ قول نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ”وعند مالک الذی تحرم علیہم الزکوة بنو ہاشم فقط وهذا ان کان حقہم من بیت المال جاریا ولا نهم اولی من غیرہم فاعطاءہم اسهل من خدمة الذمی والفاجر“ (تفسیر صاوی ۲/۱۰۰) کہ امام مالک کے ہاں بنو ہاشم کے لئے زکوة اس وقت تک حرام ہے، جب تک ان کو بیت المال سے ان کا حق ملتا ہو ورنہ ان کو زکوة دینا دیگر افراد کو زکوة دینے سے اولیٰ ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگ اس وجہ سے کسی غیر مسلم اور فاسق و فاجر انسان کی خدمت سے بچ سکتے ہیں اور علامہ یوسف قرضاوی نے حاشیہ الصاوی و فتح العلی المالک کے حوالے سے لکھا ہے۔

”قال بعض المالکیۃ: محل عدم اعطاء بنی ہاشم اذا أعطوا اما یتحقق نہ من بیت المال فان لم یعطوہ وأضر بہم الفقر، أعطو امنہا واعطاءہم أفضل من اعطاء غیرہم“ (فقہ الزکوة ۲/۷۳۲)

بعض مالکیہ کا کہنا ہے۔ کہ بنو ہاشم کو عدم جواز زکوة کی صورت اس وقت تک ہے۔ جب تک ان کو اپنا حق بیت المال سے ملتا ہو اور اگر نہیں ملتا ہو اور ان کے لئے مخصوص کا نہ ملنا ضرر رساں ہو تو ان کو زکوة دینا دوسروں کو زکوة دینے سے افضل ہے، اور یہی بات علامہ

رسوق مالکی نے فرمائی ہے: ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

كما قال الدسوقي المالكي حينئذ افضل من اعطاء غيرهم " (الفقه الاسلامي وادلته ۲/ ۸۸۳) کہ اس وقت بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا دوسروں کو زکوٰۃ دینے سے زیادہ افضل ہے۔ گویا ان کے ہاں عدم خمس النخس کی صورت میں سادات کو زکوٰۃ کا دینا دیگر غرباء و مساکین کو زکوٰۃ دینے سے افضل ہے۔ اگرچہ بعض مالکیہ کے ہاں یہ جواز اس وقت ہے، جب ان پر ایسی حالت آجائے جس میں ان کو مردار کا کھانا مباح ہو گیا ہو، یعنی جس طرح مردار کی حرمت باقی رہتے ہوئے حالت اضطرار میں ضرورت کے تحت اس کا کھانا مباح ہو جاتا ہے، تو اس طرح سادات و بنو ہاشم کو زکوٰۃ بھی اس کا اپنا حکم حرمت باقی رہتے ہوئے حالت اضطرار اور مجبوری میں دینا جائز ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی صاحب لکھتے ہیں:

"وقيد بعضهم جواز هذا الا عطاء بحال الضرورة وهي الحال التي يباح لهم فيها أكل الميتة ومعنى هذا التعبير ان التحريم باق وانما جاز للضرورة كسائر المحرمات" (فقه الزکوٰۃ ۲/ ۷۳۲) کہ بعض مالکیہ نے اس جواز کو اسی حالت کے ساتھ مقید کیا ہے، جس حالت میں ان کے لئے مردار کا کھانا حلال ہو گیا ہو ان کی اس تعبیر کا مطلب یہ ہے کہ تحریم کا حکم تو باقی رہے گا، اگرچہ ضرورت کی وجہ سے زکوٰۃ جائز ہے، جیسا کہ تمام محرمات کا حکم ہے۔

سادات کو زکوٰۃ اور شوافع:

شوافع کے ہاں بھی اس بارے میں دو قسم کے اقوال پائے جاتے ہیں، مشہور اور معروف قول یہ ہے۔ کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں البتہ بعض شوافع کا کہنا ہے۔ کہ جب سادات اور بنی ہاشم کے لئے خمس النخس جو ان کا مخصوص ہے، باقی نہ رہے تو اس مجبوری کے تحت ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ (فتح الباری ۳/ ۲۷۶)

اور اس پر امام فخر الدین رازیؒ نے فتویٰ دیا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے۔ "ومنها (ای من المسائل التي افتى العلماء على خلاف المذهب) دفع الزکوٰۃ الى الاشراف العلويين افتى فخر الدين الرازي من الشافعية بجوازها في هذه الا زمانه حين منعوا اسهمهم من بيت المال وضر بهم الفقر". (عقد التجيد ۵۰/ ۵) جن مسائل میں علماء نے خلاف مذہب فتویٰ دیا ہے۔ ان میں ایک یہ بھی ہے۔ کہ سیدوں کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔ کہ شوافع میں امام فخر الدین رازیؒ نے فتویٰ دیا ہے۔ کہ جب ان کو خمس بیت المال سے نہیں ملتا ہو اور وہ فقیہ ہوں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ "اور اسی طرح امام ابو سعید الاطرشی الشافعی فرماتے ہیں، قال الاطرشی ان منعوا الخمس جاز صرف الزکوٰۃ اليهم". (عمدة القاری ۹/ ۸۱) اگر ان کو خمس النخس سے منع کیا گیا تو ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ اور علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی امام الاطرشی سے یہی قول نقل کیا ہے۔ کہ موجودہ حالات میں بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ لینے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام ۴/ ۲۵۱) اور اسی پر امام غزالیؒ کے شاگرد محمد بن حکی الشافعیؒ بھی فتویٰ دیا کرتے تھے۔ "وذكر النووي عن الرافعي ان محمد بن يحيى صاحب الغزالي كان يفتي بهذا" (فقه الزکوٰۃ ۲/ ۳۲۵)

امام نوویؒ نے علامہ رافعی کے حوالے سے لکھا ہے۔ کہ امام غزالیؒ کے شاگرد (محمد بن یحییٰ) بھی اسی پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اور علامہ تقی الدینؒ فرماتے ہیں، ”قال الشيخ تقی الدین ایضاً ویجوز لبني هاشم الاخذ من الهاشمين“ (کشاف القناع ۲/۳۴۰) شیخ تقی الدین نے بھی فرمایا ہے۔ کہ ہاشم کے لئے ہاشمیوں سے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ گویا شوافع کے ہاں بھی بعض فقہاء کے اقوال کے مطابق سادات اور بنو ہاشم کو خمس الخمس نہ ملنے کی صورت میں زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

حنابلہ اور بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ:

فقہاء حنبلیہ بھی اس بارے میں دو طرح کی رائے رکھتے ہیں، اگرچہ ان کے ہاں بھی عموماً یہی فتویٰ ہے۔ کہ سادات اور بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ جائز نہیں مگر شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ نے مد مخصوص نہ ہونے کی وجہ سے سادات کو زکوٰۃ لینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ”بنو هاشم اذا منعوا من خمس الخمس جاز لهم الاخذ من الزكاة وهو قول القاضي يعقوب وغيرهم من اصحابنا وقاله ابو يوسف والا صطخري من الشافعية لانه محل حاجة وضرورة“ (فتاویٰ شیخ الاسلام، ۳/۴۵۶) اگر بنو ہاشم کو خمس الخمس سے منع کیا جائے تو پھر ان کو زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ یہ قاضی یعقوب اور بعض دوسرے حنابلہ کی رائے ہے۔ اور اسی پر امام قاضی ابو یوسف حنفی اور علامہ اصطخری شافعی نے اپنی رائے دی ہے، اسلئے کہ یہ حاجت اور ضرورت کا مقام ہے۔

اور یہی قول علامہ منصور ابن یونس بن ادریس الجعفی الحنبلیؒ لکھتے ہیں۔ ”(واختار الشيخ وجمع) منهم القاضي يعقوب وغيره من اصحابنا وقاله ابو يوسف والا صطخري من الشافعية (جواز اخذهم ان منعوا الخمس) لانه محل حاجة وضرورة“ (کشاف القناع ۲/۳۴۰) کہ شیخ اور ایک جماعت جن میں قاضی یعقوب اور بعض اپنے مذہب کے دوسرے ائمہ اور ابو یوسف اور اصطخری شافعی شامل ہیں نے بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کے جواز کو اختیار کیا ہے۔ بشرطیکہ ان کو خمس الخمس نہ ملتا ہو، اس لئے کہ یہ ضرورت اور حاجت کا مقام ہے۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم الجوازی الحنبلیؒ بھی اسی کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”قلت وقد ذهب بعض الفقهاء الى انهم يجوزون لهم الاخذ من الزكاة مطلقاً اذا منعوا حقهم من الخمس وافتي به بعض الشافعية“ (بدائع الفوائد ۳/۱۳۵)

میں کہتا ہوں کہ بعض فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے بشرطیکہ ان کو خمس الخمس نہ ملتا ہو اور اسی پر بعض شوافع نے بھی فتویٰ دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے بعض فقہاء کرام بھی ضرورت کے تحت خمس الخمس نہ ملنے کی صورت میں سادات کو زکوٰۃ دینے کے جواز کے قائل ہیں۔

بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور مذہب حنفی:

مذہب ثلاثی کی طرح علماء احناف سے بھی اس بارے میں مختلف قسم کی روایات منقول ہیں:

(۱) ایک رائے یہ ہے۔ جو اکثریت رائے اور ظاہر الروایت ہے۔ کہ بنو ہاشم اور سادات کے لئے مطلقاً زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ لینا جائز نہیں، اگر ان کو باوجود علم کے زکوٰۃ دی جائے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ اور دوسرے اصحاب متون، فتاویٰ اور شراح نے رائج قرار دے کر اس کو مفتی بہ کہا ہے۔

علامہ مرغینانی فرماتے ہیں: ”ولا يدفع الی بنی ہاشم لقوله عليه السلام يا بنی ہاشم ان الله تعالى حرم عليكم غسالة الناس و اوساخهم و عو ضكم منها بخمس الخمس بخلاف التطوع“۔ (الهدایہ علی صدر البنا ۲۰۳/۳) کہ زکوٰۃ کا مال بنو ہاشم کو نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ اے بنو ہاشم بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر لوگوں کے میل کچیل حرام قرار دیا ہے، اور اس کے عوض تمہیں خمس الخمس دیا ہے۔ اور علامہ عینی نے الايضاح کے حوالے سے لکھا ہے۔ ”وفی الايضاح الصدقات الواجبات کلها عليهم لا تجوز باجماع الائمة الاربعة“۔ (البنا ۲۰۳/۳) اور ایضاً ح میں ہے۔ کہ بنو ہاشم کے لئے تمام تر صدقات واجبہ باجماع ائمہ اربعہ ناجائز ہیں، اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے۔ ”وفی شرح القدوری الصدقة الواجبة كالزکوة والعشر والنذور والكفارات لا تجوز لهم“ (عمدۃ القاری ۸۱/۹) قدوری کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ ”صدقہ واجبہ جیسے زکوٰۃ، عشر، نذور اور کفارات یہ سب بنو ہاشم کے لئے جائز نہیں۔“

(۲) دوسری رائے یہ ہے۔ کہ اس زمانے میں جب خمس الخمس جو ان کو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں زکوٰۃ کے عوض ملا کرتا تھا ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے اب ان کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات دینا جائز ہے، یہ روایت امام ابو عصمہؒ نے امام اعظم ابو حنیفہؒ سے نقل کی ہے۔

”وعن الامام انه، يجوز لبني هاشم في زمانه لان لهم في عوضها خمس الخمس ولم يصل اليهم“۔ (مجمع الانهر ۲۳/۱) کہ اب اس زمانہ میں بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ اس لئے کہ ان کو زکوٰۃ کے عوض خمس الخمس مقرر ہوا تھا وہ ان کو اب نہیں ملتا۔

اور علامہ عینی نے لکھا ہے کہ۔ ”وروی ابو عصمة عن ابی حنیفة انه يجوز دفع الزکوة الى الهاشمی وانما كان لا يجوز في ذلك الوقت لسقوط خمس الخمس“ (البنا ۲۰۳/۳) شرح الہدایہ ۲۰۳/۳

امام ابو عصمہؒ امام ابو حنیفہؒ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اس لئے کہ خمس الخمس اس وقت ساقط ہو چکا ہے۔

اور امام ابو جعفر طحاویؒ نے بھی امام ابو حنیفہؒ سے یہی نقل کیا ہے۔ علامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں۔

”وفی شرح الاثار وعن ابی حنیفة لا باس بالصدقات کلها علی بنی ہاشم، شرح الاثار“ میں امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے۔ کہ بنو ہاشم کو تمام تر صدقات دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اس طرح امام طحاویؒ نے امام ابو یوسفؒ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔

”حدثنی سلیمان بن شعیب عن ابیہ عن محمد عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ فی ذالک مثل قول ابی یوسف“
(شرح معانی الآثار ۱/ ۳۳۳)

مجھ سے سلیمان بن شعیب نے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے امام محمد سے انہوں نے امام ابو یوسف انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے امام محمد سے انہوں نے امام ابو یوسف سے انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے امام ابو یوسفؒ کی طرح جواز کا قول نقل کیا ہے۔
اور آپؑ (امام طحاویؒ) نے امالی کے حوالہ سے بھی امام ابو یوسف سے یہی رائے نقل کی ہے۔ (شرح معانی الآثار ۱/ ۳۳۳)
اور اسی کو امام طحاویؒ نے ترجیح دے کر اختیار کیا ہے، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: ”وفی شرح الآثار عن ابی حنیفہ لا باس با لصدقات کلہا علی بنی ہاشم والحرمة للعوض وهو خمس الخمس فلما سقط ذالک بموتہ علیہ الصلوة والسلام حلت لہم الصدقة قال الطحاوی وبہ ناخذ (البنایۃ شرح الہدایۃ ۴/ ۲۰۳) وھکذا فی الکفایۃ شرح الہدایۃ“، شرح آثار میں امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے۔ کہ آپؑ کے ہاں تمام تر صدقات بنو ہاشم کے لئے جائز ہے۔ اور حرمت کا حکم منس الخمس کی وجہ سے تھا مگر جب وہ آنحضرت ﷺ کی وفات سے ساقط ہوا تو ان کے صدقات جائز ہوئے امام طحاویؒ فرماتے ہیں۔ اور اسی کو ہم لیتے ہیں:

اور یہی قول علامہ عمر بن نجیم نے النہر الفائق ۱/ ۴۲۸ اور صاحب تفسیر روح البیان نے تفسیر روح البیان ۳/ ۳۲۸ میں ذکر کیا ہے۔
دکتور یوسف قرضاوی نے امام محمدؒ سے بھی کتاب الآثار کے حوالہ سے اسی قول کی ترجیح نقل کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ۔ ”وفی الآثار للمحمد وعن الامام روايتان قال محمد: با لجواز ناخذ لان الحرمة مخصوصة بزمانہ علیہ الصلوة والسلام“ (فقہ الزکوۃ ۲/ ۷۳) اور کتاب الآثار میں ہے۔ کہ امام صاحبؒ سے اس بارے میں روایات ہیں۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم جواز کو لیتے ہیں۔ اس لئے کہ حرمت آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص تھی۔

اور یہی بات صاحب مجمع النہر نے بھی لکھی ہے۔ ”وفی الآثار وعن الامام روايتان وبا لجواز ناخذ لان الحرمة مخصوصة بزمانہ علیہ الصلوة والسلام“ (مجمع النہر ۱/ ۳۳۱) اور الآثار میں ہے۔ کہ امام صاحبؒ سے اس بارے میں دو روایات ہیں۔ اور جواز کو ہم لیتے ہیں۔ اس لئے کہ حرمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی۔

اور صاحب الثغف فی الفتاویٰ نے بھی امام صاحبؒ سے بدون اختلاف یہی قول نقل کیا ہے۔ آپؑ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صاحب ثغف کے ہاں یہ رائے رائج ہے۔ اس لئے کہ آپؑ نے بغیر کلام کئے امام صاحبؒ کی طرف منسوب کیا ہے، فرماتے ہیں۔

”والخامس الی بنی ہاشم فی قول ابی یوسف ومحمد وابی عبد اللہ ویجوز فی قول ابی حنیفہ“
(النتف فی الفتاویٰ ص ۱۲۹) پانچویں نوع وہ جن کو زکوۃ دینا جائز نہیں بنی ہاشم ہے۔ امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام ابو عبد اللہ کے ہاں یہی رائے ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

اور اسی کو صاحب نور الہدیٰ نے بھی ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں، ”والحرمة لبني هاشم في عهد النبي للعوض وهو خمس الخمس فلما سقط ذالك بموته حل لهم الصدقة فانهم اذا لم يضل اليهم واحد منهما هلكوا جوعا فيجوز

الدفع اليهم دفعا للضرر عنهم كذا في تحقيق الهداية وهكذا في النهاية“ (فتاویٰ نور الہدیٰ ۷۲)

بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی حرمت آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عوض کی وجہ سے تھی جو ان کو شش الحس کی صورت میں ملتا تھا، لیکن جب وہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے ساتھ ساقط ہوا تو اس لئے اب ضرورت کی وجہ سے ان کو صدقہ واجب دینا جائز ہے۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک بھی ان کے حاجت مند افراد کو نمل جائے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

(۳) تیسری رائے یہ ہے کہ ہاشمی ہاشمی سے تو زکوٰۃ لے سکتا ہے مگر دوسروں سے نہیں لے سکتا۔ چنانچہ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے۔

وروی ابن سماعة عن ابي يوسف انه قال لا بأس بصدقة بني هاشم بعضهم على بعض ولا ارى الصدقة عليهم ولا على موا اليهم من غيرهم“ (البنية شرح الهداية ۳/۲۰۳)

علامہ ابن سماعة امام ابو یوسفؒ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ ہاشمی کا دوسرے بعض ہاشمیانہ صدقہ لینا جائز ہے۔ البتہ غیر ہاشمی سے ہاشمی اور ان کے موالی کے لئے صدقہ لینے کو جائز نہیں سمجھتا اور یہی قول علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے نقل کیا ہے۔ ”وحکی فیہ ایضاً عن ابي يوسف انها تحل من بعضهم لبعضهم لا من غيرهم“ (فتاویٰ ملہم ۶/۹۹) کہ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے۔ کہ بے شک ہاشمیوں کا ایک دوسرے سے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ البتہ غیر سے نہیں

اور امام ابن ہمامؒ نے بھی لکھا ہے ”وعن ابي يوسف انه يجوز ان يدفع بعض بني هاشم الى بعض زكاتهم“ (فتح القدیر ۲/۲۳)

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں۔ کہ مالدار ہاشمیوں کا اپنے غریب ہاشمیوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

ام ابو حنیفہؒ سے بھی اس قسم کی ایک روایت منقول ہے۔ چنانچہ صاحب مجمع الانہر فرماتے ہیں۔ کہ ”روی ان الهاشمی يجوز له دفع زكاته الى الهاشمی مثله“ (مجمع الانہر ۱/۳۳۳) امام سے روایت ہے۔ کہ ان کے ہاں ہاشمی اپنے ہم مثل ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ اور شرح الیاس میں ہے۔ ”کہ والهاشمی يجوز له ان يدفع الزكوة الى الهاشمی مثله عندا بی حنیفہ“۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک ہاشمی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ دے۔ اگرچہ صاحب ینایع نے امام ابو یوسفؒ سے روایت بالا کے خلاف نقل کیا ہے۔ ”وفی الینایع يجوز للهاشمی ان يدفع زكاته للهاشمی عندا بی حنیفہ ولا يجوز عندا بی يوسف“ (عمدة القاری ۹/۸۱) ینایع میں ہے۔ کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ مگر قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں۔

(۴) چوتھی رائے یہ ہے کہ بنی ہاشم کے لئے صدقہ واجب صدقہ نقلی صدقہ اور وقف سب ناجائز ہے۔ اور اسی کو علامہ رشید احمد گنگوہیؒ نے

ترجیح دی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ”قال الزیلعی علی الكنز لا فرق بین الصدقة الواجبة والتطوع وكذا الوقف لا يحل لهم“ (الکوکب الدرئ ۱/۲۴۱) علامہ زیلعی فرماتے ہیں۔ کہ صدقہ نفلیہ اور واجبہ میں کوئی فرق نہیں اسی طرح ان کے لئے وقف بھی جائز نہیں علامہ گنگوہی فرماتے ہیں۔ ”والصدقۃ تعیم الفرض والنفل فان صدقة التطوع وان لم یسا والفرض فی الوسخ فلا تخلوا عن الوسخ فما فی الهدایۃ من تخصیص الکراهۃ بالفرض غیر سدید“ (الکوکب الدرئ ۱/۲۴۱) کہ صدقہ عام ہے۔ جو فرض اور نفل سب کے لئے عام ہے، اگر نفل فرض کے ساتھ وخ (میل) میں برابر نہیں مگر میل سے بالکل خالی بھی تو نہیں، اس لئے صاحب ہدایہ کا کراہت کو صرف فرض کے ساتھ مخصوص کرنا صحیح نہیں۔

تنبیہ:

مگر حضرت گنگوہیؒ کی ترجیح اور علامہ زیلعیؒ کا قول قابل غور ہے۔ اس لئے کہ نفلی صدقہ کی اجازت اجماعاً ہے۔ چنانچہ اس ترجیح پر تبصرہ کرتے ہوئے شیخ ذکریاؒ نے لکھا ہے: ”قلت ولم یفر د صاحب الهدایۃ بذالک بل نقل ابن عابدین عن البحر عن عدۃ کتب اذا النفل جائز لهم واجماعاً“ (حاشیہ الکوکب الدرئ ۱/۲۴۱) میں کہتا ہوں کہ اس میں صاحب ہدایہ اکیلے نہیں بلکہ علامہ ابن عابدینؒ نے بحر کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ نفلی صدقہ ان کے لئے اجماعاً جائز ہے۔

(۵) پانچویں رائے یہ بھی ہے بنو ہاشم صرف صدقہ نفلیہ اور اوقاف دینا جائز ہے، باقی نہیں جیسا کہ علامہ سرخسیؒ نے لکھا ہے، ”وفی المبسوط یجوز دفع صدقة التطوع والاوقاف الی بنی ہاشم“ (البنایۃ شرح الهدایۃ ۴/۲۰۳) مبسوط میں ہے۔ کہ بنو ہاشم کو صرف صدقہ نفلی اور اوقاف دینا جائز ہے۔

اگرچہ بعض فقہاء احناف نے اوقاف کی حلت میں اس قید کا اضافہ کیا ہے۔ کہ بنو ہاشم کے لئے صرف وہ اوقاف حلال ہیں۔ جو بنو ہاشم کے نام سے پہلے سے موسوم کئے گئے ہوں ورنہ مطلقاً وقف بھی ان کے لئے جائز نہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ظاہر الروایۃ کے مطابق تو بنو ہاشم اور سادات کوزکوۃ یادگیر صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔ مگر نادر الروایۃ کے مطابق آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب خمس الخمس جو ان کوزکوۃ ودیگر صدقات واجبہ کے عوض ملتا تھا منقطع ہوا۔ تو اب بھی اگر ان کو زکوۃ یادگیر صدقات سے بھی محروم رکھا جائے اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ لوگ نفلی صدقات تو درکنار کہ فرض زکوۃ کی ادائیگی میں لیت وعل سے کام لیتے ہیں۔ اور اس سے بچنے کے لئے سو بہانے تلاش کرتے ہیں، اگر ان کو صدقات واجبہ دینے کی اجازت نہ دی جائے تو ناخدا ان رسول اللہ کے غریب لوگ، مالدار اور صاحب ثروت افراد کے سامنے دست سوال پھیلائیں گے جو انتہائی ذلت ورسوائی کا کام ہے، حالانکہ بنو ہاشم اور سادات باعزت لوگ ہیں، اور مسلمانوں پر ان کی عزت کرنا، ان کا مذہبی فریضہ ہے، زکوۃ کی وصولی، سوال اور گداگری کے سامنے ذلت نہیں اس لئے موجودہ حالات کے پیش نظر سادات کوزکوۃ دینا ہی چاہئے۔ اگرچہ یہ رائے ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے۔ مگر ضرورت و حاجت کے تحت غیر ظاہر الروایۃ کو بھی ترجیح دی جاسکتی ہے۔ فقہ حنفی میں بہت سارے ایسے مسائل موجود

ہیں۔ جن کو ظاہر الروایۃ کے مقابل میں متاخرین فقہاء کرام نے ضرورت و حاجت کے تحت ترجیح دی ہے، حالانکہ ان مسائل کی ذاتی حیثیت نادر الروایۃ کی ہو یا وہ متاخرین فقہاء کرام کے فتاویٰ۔

غیر ظاہر الروایۃ مسائل:

مثلاً شفعہ میں طلب اشہاد کے بعد طلب خصوصت میں خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا مذہب یہ ہے۔ کہ شفعہ صحیح ہے۔ شفعہ کا حق اس تاخیر سے ساقط نہیں ہوتا، جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک طلب خصوصت میں بلا عذر شرعی ایک مہینہ تاخیر کرنا حق شفعہ کو باطل کر دیتا ہے۔ اس مسئلہ میں اگرچہ امام محمدؒ اور زفرؒ کا قول غیر ظاہر الروایۃ ہے، مگر متاخرین فقہاء کرام نے لتغیر احوال الناس کی وجہ سے امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں۔

”الفتویٰ الیوم علی قول محمد لتغیر احوال الناس فی قصد الا رواۃ ظہر ان افتاء ہم بخلاف ظاہر الروایۃ لتغیر الزمان فلا یرجح ظاہر الروایۃ علیہ“ (ردالمحتار ۲۶۶/۶)

اسی طرح ظاہر الروایۃ کے مطابق عورت کا ظاہر کف ستر کے حکم میں داخل ہے۔ لیکن ضرورت کی وجہ سے علامہ قاضی خان نے لکھا ہے۔ کہ وہ ستر کے حکم میں نہیں علامہ شامیؒ نے شرح منیہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

”فکان ہو الا صح وان کان غیر ظاہر الروایۃ (ردالمحتار ۳۰۶/۱) یہ زیادہ صحیح ہے۔ اگرچہ یہ روایت غیر ظاہر الروایۃ ہے۔ بلکہ ضرورت کے وقت ضعیف روایت کو بھی مفتیؒ بہ بنایا جاسکتا ہے۔ علامہ ابن نجیم کے البحر الرائق (باب الخیض) میں حیض کے دوران دعا کے متعلق مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

”وفی المعراج عن فخر الائمة لو افتی مفت بشئی من هذا الاقوال فی مواضع الضرورة طلبا للتيسير كان حسناً“ (البحر الرائق ۳۳۵/۲)

کہ المعراج میں فخر الائمہ سے مروی ہے۔ کہ اگر کوئی مفتی ان اقوال میں ضرورت کے وقت کسی قول پر تیسیر (آسانی) کے لئے فتویٰ دے تو یہ اچھا ہے۔ حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ نے بھی اپنے رسالہ میں اس کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہاں ملاحظہ ہو (جواہر الفقہ: ۱۶۲/۱) اور یہی اصول مفتی محمد سلیمان منصور پوری نے بھی لکھے ہیں۔ کہ حنفیہ کے نزدیک ضعیف قول پر عمل کی ممانعت ایسے وقت میں ہے۔ جبکہ ہوائے نفس کی بنیاد پر ضعیف کو اختیار کیا جا رہا ہو اس کے برخلاف اگر واقعی ضرورت متقاضی ہو تو حنفیہ بھی ضعیف قول پر عمل کرنے سے منع نہیں کرتے۔ (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول۔ ص ۲۱۸)

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو عدد نسخے ارسال کرنا ضروری ہے اور اپنا مختصر سوانحی خاکہ منسلک کر دیں..... ادارہ